اُردو میں ادبِ اطفال اور شاعری

سحر مبین، پی ایچ ڈی اُردو اسکالر، جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ
ڈاکٹر محمد افضال بٹ، صدر شعبہ اُردو، انچارج فکیلٹی اف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

ABSTRACT:
Children literature is very important for the better growth of childerns.it develops their creativity and allows them to understand society. Children's literature has to task of transforming dreams into reality.it is the excellent resource for the teaching-learning process, for the child's growth. Children's literature in the early stages of learning has a forming and socializing function.

زمانہ قدیم سے ہی بچوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے اور ہر زبان و ادب میں بچوں کے ادب پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ بچے کی شخصیت کی متوازن نشو و نما اور اس کی مخفی صلاحیتوں کو احسن طریقے سے اُجاگر کرنے کے لیے تعلیم و تربیت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ کسی بھی شخصیت کی احساساتی و جذباتی، معاشرتی و سماجی، اخلاقی و مذہبی طور پر نشو و نما میں ادب ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دنیا بھر میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ادب تخلیق ہوتا ہے۔ نینسی اینڈرسن نے بچوں کے ادب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

> "All books written for children, excluding works such as comic books, joke books, cartoon books, dictionaries and other reference materials"(1)

اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ بچپن کے تجربات کی زیادہ اہمیت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ جان لینا چاہئے کہ بچپن کا زمانہ ہی زندگی کے بننے سنورنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بچے چیزوں کو زیادہ غور سے سمجھتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں۔ لہذا جس بچے نے اپنے بچپن میں ہی بہترین ادب کا مطالعہ کر لیا وہ اپنی آئندہ زندگی کو بہتر بنا گیا۔ لہذا بچپن ہی سے بچوں لکا بہترین ادب سے روشناس ہونا بہت ضروری ہے۔ سی۔ ایل۔ لیو کا کہنا ہے:

> "وہ ادب معیاری نہیں جس سے ہم دس سال کی عمر میں تو لطف اندوز ہو سکیں
> مگر پچاس سال کی عمر میں نہ ہوں ادب کے معیاری ہونے کا ثبوت یہی ہے کہ ہر
> عمر اور ہر زمانے کے لوگ اس سے لطف اندار ہوں"(2)

بچوں کے ادب کے حوالے سے شاعری بہت اہم اور لازمی جز ہے۔ ہم تک زیادہ تر کہانیاں نظموں یا شاعری کی صورت میں ہی پہنچی ہیں۔ بچے اکثر نظموں کو اونچی آواز میں پڑھتے ہیں۔ کیونکہ یہ پڑھنے میں آسان ہوتی ہیں۔ اسی طرح شاعری کے ذریعے بچے الفاظ کی پہچان سیکھتے ہیں۔ نظموں کے ذریعے سے بچوں کی جذباتی نشوونما میں بھی مدد ملتی ہے۔ نظمیں بچوں کے حسِ مزاح کو بھی بڑھاتی ہیں۔ بچے خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں یا سکون چاہتے ہیں تو وہ اُن نظموں کو دُہراتے ہیں جو انہوں نے یاد کی ہوں۔ چونکہ بچوں کا مانوس گانوں اور نظموں کو یاد کرنا ایک پسندیدہ مشغلہ ہے اور چھوٹے بچے نئی آوازوں اور لفظوں کو سیکھنے اور سننے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ بہت ساری یادگار اور مشہور کہانیاں، نظموں کی صورت میں موجود ہیں۔ جو بچے بہت چھوٹی عمر میں ہی پڑھنا شروع کر دیتے ہیں وہ بڑے ہو کر پڑھائی میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

> “Experts and literary and child development have discover ,that if children know eight nursery rhymesby heart by the time they are four years old, they areusually among the best reader by the time they are eight”(3)

والٹر ڈیلا میر کے حوالے سے مشیر فاطمہ لکھتی ہیں:

> "بچے کو شعر کا ترنم زیادہ متاثر کرتا ہے۔ وہ اپنی نظم کے بارے میں کہتا ہے نظم کے الفاظ کی آواز موسیقی کی آواز سے ملتی ہے۔ اس آواز کو سننا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ نظم میں ٹھہراؤ ہے، گونج ہے جیسے شام یا صبح کے وقت چڑیاں چہچہار ہی ہوں۔ الفاظ کو بآواز بلند پڑھنے میں لطف آتا ہے۔"(4)

اُردو ادب میں بچوں کا ادب کئی رنگ اور روپ میں ہمارے سامنے ہے۔ اس شق میں نصاب کی وہ کتابیں بھی شامل ہیں

جو بچوں کو سبقاً پڑھائی جاتی ہیں۔ جہاں تک بچوں کے شعری ادب کی بات ہے تو اس کی ابتداء امیر خسرو سے ہوتی ہے۔ جس کو بچوں کا پہلا شاعر مانا جاتا ہے اور ان کی تصنیف ''خالق باری'' بچوں کے ادب کی پہلی کتاب کہی جاتی ہے۔ اسی طرح امیر خسرو کی پہیلیاں اور دوسخنے بھی بچوں کے ادب کی مثالیں ہیں۔ امیر خسرو کی ''خالق باری'' کی پیروی میں بہت سے لوگوں نے باری سلسلہ کو آگے بڑھایا جس سے ''رازق باری، حامد باری، ایزد باری، واحد باری، حمد باری، بالک باری'' وغیرہ لکھی گئیں۔ بچوں کے دوسرے شاعر محمد قلی قطب شاہ کے دیوان میں بچوں کے لیے نظمیں ان کو بچوں کا شاعر گنواتی ہیں۔ اس کے بعد تاریخ بچوں کے ادب کے حوالے سے چند صدیوں تک خاموش اور خالی نظر آتی

ہے۔ابتدائی عمر کے بچوں کے لیے لکھنے کا آغاز ادارہ کے طور پر کسی حد تک جامعہ ملیہ دہلی سے ہوتا ہے بچوں کے لیے نظمیں تو لکھی جاتی رہیں لیکن نثر کا میدان خالی رہا۔انگریزی عروج کے دور میں بچوں کے لیے فورٹ ولیم کالج کے تحت مولوی محمد باقر، میر امن، ضیاء الدین، حیدر بخش حیدری، منشی پیارے لال اور ماسٹر رام چند کے نام ملتے ہیں جنھوں نے انگریزی ضروریات کے تحت بڑوں کے لیے لکھنے کے ساتھ ساتھ بچوں کا ادب بھی تخلیق کیا۔اسی دور میں میرؔ، سوداؔ، نظیر اکبر آبادی اور اکبر الٰہ آبادی کا نام آتا ہے۔

اُردو زبان کی ابتداء اور ارتقاء سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ اس نے نظم اور نثر دونوں صورتوں میں ترقی کی۔یہ وہ زمانہ تھا جب بچوں کے ابتدائی نصاب میں فارسی کتابیں شامل تھیں۔اور حکومت کا کاروبار فارسی زبان میں چلتا تھا۔اُردو میں بچوں کے ادب پر ایک زمانے تک کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔اس حوالے سے نظیر اکبر آبادی کی شاعری کو نظر انداز کر دیں تو دور دور تک اس ادب کی نمایاں جھلک نظر نہیں آتی۔نظیر اکبر آبادی نے بچوں کے شعری ادب میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں ''ریچھ کا بچہ، گلہری کا بچہ، بلبلوں کی لڑائی، ہنس، طفلی نامہ، پتنگ بازی، کبوتر بازی، بلدیو جی کا میلہ''وغیرہ ملتی ہیں اسی طرح ان کا ایک مجموعہ شاعری ''تل کے لڈو'' ہے جس میں بچوں کے لیے نظمیں ہیں۔اس کے علاوہ اکبر الٰہ آبادی کی شاعری اگرچہ طنزیہ مزاحیہ ہے لیکن اس میں کافی ساری رباعیات، قطعات اور نظمیں ایسی ہیں جو بچوں کے لیے لکھی گئیں۔میر تقی میر کی نظمیں ''موہنی بلی، بکری اور کتے، مرغوں کی لڑائی، مچھر اور کھٹمل''وغیرہ ہیں۔ان میں سے ان کی نظم ''موہنی بلی'' کو بچوں کی پہلی باقاعدہ نظم بھی کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جانوروں پر بچوں کے لیے سب سے پہلی نظمیں لکھنے کا اعزاز بھی میر تقی میر کو ملتا ہے۔ کلیات سودا میں ''عصا، شکایت موسم گرما سرما، مریل ٹٹو، بخیل دولت مند بنیا، اور باز'' نامی نظمیں بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں اس کے علاوہ ان کی پہیلیاں بھی ہیں۔

اسی طرح غالب کا اپنے منھ بولے پوتوں (عارف کے بچوں باقر علی اور حسنین علی خان) کے لیے لکھا گیا اُردو قاعدہ ''قادر نامہ'' بھی بچوں کے ادب کا حصہ مانا جاتا ہے۔ انگریزی قبضے کے بعد سرسید، نذیر احمد، حالی اور محمد حسین آزاد کے نام آتے ہیں۔اس کے علاوہ مولانا الطاف حسین حالی کی نظمیں برسات، امید، رحم، انصاف، حب وطن وغیرہ بچوں کے ادب کا ایک بڑا سرمایہ ہیں۔سرسید احمد نے بچوں کے لیے نثر کے میدان میں گراں قدر اضافہ کیا۔ان کے زیر انتظام شائع ہونے والے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' میں بچوں کے لیے متعدد مضامین لکھے گئے جن میں ان کی اصلاح اور شعور بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی مثلاً خوشامد، اپنی مدد آپ، کاہلی وغیرہ۔محمد حسین آزاد کی نظمیں شب قدر، حب وطن، ابر کرم اور صبح امید اگرچہ مشاعروں میں

پڑھی گئیں لیکن یہ لکھی بچوں کے لیے ہی لکھی گئی تھیں۔اس دور میں انگریزی نصابی ضروریات کے تحت مشاعروں میں مظاہر فطرت پر نظمیں کہنے والے شعرا کی نظمیں بھی بچوں کے ادب کا حصہ ہیں اور ان میں بڑے بڑے نام آتے ہیں جن میں عدیل کنستوری، احمد علی شوق، تلوک چند محروم، واسطی، ہادی، ظفر علی خان، علامہ اقبالؒ، حالی، آزاد اور اسماعیل میرٹھی کی نظمیں انگریز سامراج کے دور میں نصاب کا حصہ رہیں۔علامہ اقبالؒ کو اکثر لوگ صرف بڑوں کا شاعر کے طور پر جانتے ہیں لیکن انھیں شاعرِ اطفال کہنا بے جا نہ ہوگا کیوں کہ انھوں نے بچوں کے لیے بہت کچھ لکھا۔ ان کی نظم ''بچے کی دعا''، نسل در نسل یاد کروائی جاتی ہے۔ابتدائی عمر میں بچوں کی کردار سازی اور اوصاف، حمیدہ اختیار کرنے کی جتنی پر تاثیر تلقین اس نظم میں ہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔اس کے علاوہ ''پہاڑ اور گلہری، گائے اور بکری، پرندے کی فریاد، جگنو، ہمدردی'' وغیرہ بہت سی نظمیں لکھیں جن میں بچوں کی کایا پلٹنے اور ان کی بہترین تربیت کی کوشش کی گئی ہے۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کو بچوں کی تعلیم و تربیت میں گہری دلچسپی تھی۔اپنی ابتدائی تحریری زندگی میں ایک مضمون بعنوان "بچوں کی تعلیم و تربیت" لکھا جس میں اقبال فرماتے ہیں:

> "پڑھے ہوئے شاگرد کو پڑھانا ایک آسان کام ہے۔مگر انجان بچوں کی تعلیم ایک ایسا دشوار امر ہے کہ ہمارے ملک کے معلم اس کی دقتوں سے ابھی پورے طور پر آشنا نہیں۔"(5)

اس کے علاوہ بچوں کی شاعری کے حوالے سے اصغر سودائی کی نظم ''پاکستان کا مطلب کیا'' کو خاصی شہرت ملی. اسی طرح میاں بشیر احمد جو کہ قائد اعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے بڑے عقیدت مند تھے، انھوں نے قائدؒ کے لیے نظم لکھی جسے خاصی پذیرائی ملی اور آج بھی بچے یوم قائدؒ پر پڑھتے ہیں ''ملت کا پاسباں ہے، محمد علی جناحؒ۔'' اس دور میں شاعروں میں صوفی تبسم کی خدمات ادب اطفال کے بارے کافی زیادہ ہیں۔ صوفی کی نظمیں ''ہمارا دیس، قائد اعظمؒ، ٹوٹ بٹوٹ کی آپا، مدرسہ، بادل، آیا بسنت میلہ، ریچھ والا وغیرہ بھی ہیں۔بچوں کے ادب کے لیے اسماعیل میرٹھی کی خدمات کی بنا پر ان کو بابائے ادبِ اطفال کہنا بے جا نہ ہوگا. انھوں نے اپنی ساری زندگی بچوں کے ادب کے لیے لگا دی. بچوں کی سب سے پہلی باقاعدہ درسی کتب لکھنے کا اعزاز بھی انھی کو حاصل ہے۔ان کے علاوہ اسماعیل میرٹھی کی نظمیں ''پن چکی، تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہوتا ہے، بارش کا پہلا قطرہ، ایک وقت ایک کام، کوشش کیے جاؤ مرے دوستو، شب براۃ، برسات، بادل اور چاند، ٹھنڈی ہوا، چھوٹی چیونٹی'' وغیرہ ہیں۔حفیظ جالندھری کی دو کتابیں ''بہار پھول، اور پھول مالا'' بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں۔حامد اللہ افسر کی نظم ''درد جس دل میں ہو اس کی دوا بن جاؤں، کوئی بیمار اگر ہو تو اس کی شفا بن جاؤں'' میں بچوں کے لیے بڑا سبق ہے. دیگر نظمیں ''نندیا پور، چاند'' وغیرہ ہیں. اس کے علاوہ ان کی

نظمیں ''ہر عمر سیکھنے کی عمر، آپس میں مت لڑو، گالی مت دو، روزہ، سویرا، مکھی وغیرہ، ہیں. شان الحق حقی کی نظمیں ''سال گرہ، شہد کی مکھی'' وغیرہ اہم ہیں۔

مہر وجدانی کی نظم ''اللہ اللہ ہر دم اللہ، ہم ہیں بندے وہ مولا'' اس کے علاوہ مسرور انور کی ''سوہنی دھرتی''، جمیل الدین عالی کا نغمہ ''جیوے جیوے پاکستان، اے وطن کے سجیلے جوانو! میرے نغمے تمھارے لیے ہیں، ہم تا ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں ہم مصطفوی ہیں ہم مصطفوی ہیں، میرا پیغام پاکستان، اتنے بڑے جیون ساگر میں'' وغیرہ نے بہت شہرت حاصل کی اور یہ نغمات آج بھی بچوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔

احمد فراز کا نغمہ آج بھی بچے گاتے پھرتے ہیں: ''ہم سچے پاکستانی ہیں'' خالد بزمی کی ''پاکستان کا پرچم ۔ وطن سے محبت کے حوالے سے نظموں میں صہبا اختر کی نظم ''میں بھی پاکستان ہوں، تو بھی پاکستان ہے'' بہت مشہور ہے۔ اسی طرح کلیم عثمانی کی نظم ''یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے'' بھی شہرت کی حامل ہے۔

اسحٰق جلال پوری کی نظمیں ''میری گڑیا بھولی بھولی، نیلی نیلی آنکھوں والی''، ''کٹ کٹ کرتی آئی مرغی'' بچوں کو آج بھی یاد ہیں۔ اسی طرح قیوم نظر کی نظمیں ''مؤذن، دعا، خاک وطن، ملو ملاؤ، سچ بولو، چوزے مرغی کے، کوئل، جگنو، کوا بولا، چڑیا کے بچے، طوطے کا بچہ، جنگلی کبوتر'' وغیرہ ہیں. ان کی سب سے مشہور نظم ''بلبل کا بچہ'' ہے جسے بچے آج بھی پسند کی نگاہ سے دیکھتے اور شوق سے پڑھتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں نے بھی بچوں کے لیے نظمیں لکھیں، ان میں سے ان کی نظم ''ماں باپ کا ادب'' کو بہت سراہا گیا۔

صوفی تبسم بچوں کے شاعر:

صوفی تبسمؔ بیسویں صدی کے وہ خوبصورت شاعر ہیں۔ صوفی تبسم اپنی فارسی اور اُردو شاعری کے طویل عرصے بعد بچوں کی شاعری کی طرف متوجہ ہوئے۔ بچوں کی شاعری کی طرف توجہ کے ایک فوری محرک کا ذکر خود بچوں کے شاعر کی زبانی سنیے:

> "میری والدہ اور پھوپھیاں وغیرہ امرتسر میں رہتی تھیں۔ بچوں نے ہوش سنبھالا تو تنگ کرنا شروع کیا کہ ہمیں کہانی سناؤ، دو چار دن مجھے بہت تنگ کرتے رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر تنگ آ کے کہا کہ بھئی کوئی شعر کہو تو سنا سکتا ہوں۔ بچوں نے کہا کہ وہی سنائیں۔ چنانچہ میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنی بیٹی ثریا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر کہے:

ثریا کی گڑیا نہانے لگی

نہانے لگی ڈوب جانے لگی
بڑی مشکلوں سے بچایا اُسے
کنارے پہ میں کھینچ لایا اُسے"(6)

بچوں کی شاعری کی طرف صوفی تبسم کی توجہ مبذول کرانے میں یقینی طور پر ان کے بچوں کی طفلانہ ضد کو دخل ہے۔ مگر اس ضمن میں صوفی تبسم کے مزاج میں بچوں سے بے پناہ محبت کے بے پناہ فطری جذبے کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور اسے بھی ایک قومی محرک قرار دیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اُردو میں ادبِ اطفال کی روایت اور انگریزی ادب کے مطالعے نے بھی انہیں بچوں کے ادب کی طرف راغب کیا۔ آپ نے بچوں کے لیے لاجواب نظمیں لکھیں۔ بچوں کے لیے ایسی نظمیں لکھیں جن میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ تربیت، ذہن آزمائی، تہذیب اور زبان کی تعلیم جیسے پہلو بھی موجود ہیں۔ آپ نے خوبصورت حمد اور نعتیہ کلام بھی لکھا۔ بچوں کے لیے کئی خوبصورت کتابیں لکھیں جن میں ''جھولنے''، ''ٹوٹ بٹوٹ''، ''پہیلیاں'' اور ''ٹول مٹول'' وغیرہ شامل ہیں۔ بچوں کا پسندیدہ کردار ''ٹوٹ بٹوٹ'' انہی کی تخلیق ہے۔ ٹوٹ بٹوٹ کی پہلی نظم انہوں نے اپنی کتاب ''جھولنے'' میں لکھی، جس میں ٹوٹ بٹوٹ کا تعارف کچھ یوں کرواتے ہیں:

ایک تھا لڑکا ٹوٹ بٹوٹ
باپ تھا اس کا میر سلوٹ
پیتا تھا وہ سوڈا واٹر
کھاتا تھا بادام اخروٹ
ایک تھا لڑکا ٹوٹ بٹوٹ(7)

انہوں نے کہانی کے انداز میں بھی نہائت دلچسپ نظمیں تخلیق کی ہیں جن میں راجا رانی کی کہانی، ثریا کی گڑیا، گیسٹو گرے اور ٹیٹو وغیرہ شامل ہیں۔ صوفی تبسمؔ نے بچوں کے لیے خوبصورت حمدیہ کلام بھی لکھے۔
بچوں کی نظموں میں موزوں الفاظ اور پُرکشش اندازِ بیاں بچوں کے دیدہ دل کو محصور کرنے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ صوفی تبسم کی بچوں کی شاعری کی تمام لغت پر نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک تو بچوں کی عمر کے مطابق ان کے ذہنی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور دوسرے وہ اپنی بناوٹ اور ترنم کے اعتبار سے بچوں کو بے حد مانوس

معلوم ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ صوفی تبسم بچوں میں شاعرانہ ذوق کی تربیت میں مصروف رہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ بچوں کی کردار سازی بھی کر رہے ہیں۔

خالہ اُس کی لکڑی لائی
پھوپھی لائی دیا سلائی
امی جان نے آگ جلائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی(8)

اس کے علاوہ ایک اور نظم کے اشعار دیکھیں:

جنگل کو چل پڑی اکیلی
بکری تیرا اللہ بیلی(9)

اس کے علاوہ انہوں نے بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح اور مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبال پر بھی نظمیں لکھیں صوفی تبسم کی نظمین زیادہ تر بہت چھوٹے بچوں کے لیے ہیں۔ جس سے بچے بہت ابتدائی سطح پر بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ''ہمارا دیس'' جیسے خوبصورت ملی نغمے بھی لکھے۔ انہوں نے بچوں کے لیے جو کچھ بھی لکھا، وہ ''کلیاتِ صوفی تبسم'' کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ مجموعہ ہر سکول کی لائبریری میں موجود ہو، بچوں کو اس کے بارے میں بتایا جائے اور صوفی تبسم کی شاعری پڑھنے کا موقع دیا جائے۔

بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی:

مولوی اسماعیل میرٹھی اُردو زبان و ادب کے ایک بڑے شاعر ہیں اور انہوں نے متعدد کتابین اور رسائل تحریر کیے۔ لیکن ان کی شہرت بچوں کے شاعر کے طور پر زیادہ معروف ہے۔ یا یوں کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ اہنوں نے خود کو بچوں کی شاعری کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آج سے چند نسلیں قبل غیر منقسم ہندوستان میں تعلیم پانے والا شاید ہی کوئی طالبِ علم ایسا ہو گا کہ جسے اسمٰعیل میرٹھی کی نظمیں یاد نہ ہوں۔ صرف طلبہ کی حد تک نہیں بلکہ گھریلو خواتین اور مائیں بھی بچّوں کو یہ نظمیں لوریوں کی صُورت سُنایا کرتی تھیں اور یوں اسمٰعیل میرٹھی اور بچّوں کی نظمیں گویا لازم و ملزوم بن چکی تھے۔

اس بارے میں جدید عہد کے نقّاد، ڈاکٹر وزیر آغا ''اُردو شاعری کا مزاج'' میں کہتے ہیں کہ ؛

''اسمٰعیل میرٹھی کو شاید جلد ہی اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ پند و نصائح کی یہ روش بڑوں کی بجائے بچّوں کے لیے زیادہ مناسب ہے اور گرچہ اس نے بڑوں کے لیے نصیحت آموز نظمیں لکھنے اور یوں انہیں اُن کی لغزشوں کا احساس دِلانے کی روِش کو جاری رکھا۔ تاہم، اُس نے زیادہ تر بچّوں کے لیے سیدھی سادی سبق آموز نظمیں لکھ کر ہی نام پیدا کیا۔''(10)

یوں بلا تردّد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اسمٰعیل میرٹھی بچّوں کی شاعری کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ پرائمری اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسمٰعیل میرٹھی کا میرٹھ ہی میں واقع سیکنڈری اسکول میں داخلہ ہوا، تو سائنس کے موضوعات سے زیادہ لگاؤ پیدا ہوا اور اُس میں بھی استاد منشی پرشاد کی شخصیت کا خاص دخل تھا، جنہوں نے علمِ ہندسہ اور علمِ ہیئت کچھ اس انداز سے پڑھایا کہ اسمٰعیل میرٹھی کو فطرت اور مناظرِ فطرت سے گویا عشق ہو گیا۔ یہی عشق آگے چل کر اُن کی اکثر نظموں کی تخلیق کا باعث بنا۔

اسمٰعیل میرٹھی کا ایک اہم کارنامہ، جو شاید آج اتنا اہم معلوم نہ ہو، یہ تھا کہ انہوں نے طلبہ کی نصابی ضرورتوں کو مدّ ِنظر رکھتے ہوئے سعیٔ مسلسل کے جذبے کے تحت کتابیں تصنیف کیں۔ اُن کے زمانے میں مدارس اور سرکاری دفاتر میں فارسی زبان رائج تھی۔ درسی کتابیں بھی فارسی زبان ہی میں تحریر کی جاتیں۔

اُردو کا چلن تھا، مگر باقاعدہ نصاب کے طور پر اُردو کی حیثیت قائم نہ تھی۔ اگرچہ اُردو نظمیں اور نثر کے نمونے نصاب میں کہیں نہ کہیں موجود تھے، مگر اُردو اپنے آپ کو منوانے کی سطح تک نہیں آئی تھی۔ حصّۂ نظم کی حد تک قدیم شعراء کی منتخب نظمیں طلبہ کی نصابی تعلیم کا کسی نہ کسی طور حصّہ تو بن پاتیں، تاہم حصّۂ نثر میں خال خال ہی کوئی تحریر شامل ہوتی۔ اس کمی کو سب سے پہلے محسوس کرنے والی ہستی اسمٰعیل میرٹھی کی تھی، جنہوں نے غور و خوض کے بعد اُردو نظم و نثر کو تدریسی ضرورت کے مطابق خاطر خواہ طور پر شامل کیا اور یوں رفتہ رفتہ اُردو زبان عوامی سطح سے تدریسی سطح تک پہنچنے کے قابل ہوئی۔ خود اسمٰعیل میرٹھی نے اسی عنوان کے تحت بہت سی نظمیں کہیں، درجۂ اوّل تا پنجم کا نصاب تیار کیا اور اُردو زبان کے قواعد مرتّب کیے۔ جب وقت کے مشاہیر کی طرف سے اس کام کی تعریف و توصیف ہوئی، تو اسمٰعیل میرٹھی نے درجہ بہ درجہ اس کام کو آگے بڑھایا۔

اوّل بنیادی تعلیم، دوم ثانوی تعلیم اور سوم اعلیٰ ثانوی تعلیمی درجے تک کا اُردو نصاب متعارف کروایا گیا۔ یہ اہلِ وطن کی وہ خدمت تھی، جو اسمٰعیل میرٹھی نے غدر کے ہنگاموں کے دِنوں میں سوچی تھی۔ نصابی اور تدریسی ضرورتوں کے تحت تحریر کی گئی نظموں میں اسمٰعیل میرٹھی نے جس بات کا سب سے زیادہ خیال رکھا، وہ زبان کی

سادگی تھی۔آسان زبان میں کہا گیا کلام قوم کے نونہالوں اور طلبہ کے دلوں میں اُتر جاتا اور وہ اُسے پوری دل چسپی اور دل جمعی سے یاد کر لیتے۔اسمٰعیل میر ٹھی نے اپنے عزم و حوصلے سے نونہالوں اور طلبہ میں ایسا ادبی ذوق بیدار کیا کہ جس نے آنے والی کئی نسلوں کا نہ صرف نصاب سے بلکہ کتاب سے بھی رشتہ مستحکم تر کر دیا۔اسمٰعیل میر ٹھی نے جدید نظموں اور بچّوں کی نظموں سے ہٹ کر بہت سی انگریزی نظموں کے منظوم تراجم بھی کیے۔گوپی چند نارنگ کو اسمٰعیل میر ٹھی کے فن کا گہرا ادراک رہا۔انہوں نے ایک جگہ اسمٰعیل میر ٹھی کی تخلیقی قوّت کو اظہارِ پسندیدگی کی سند عطا کرتے ہوئے کہا کہ ''وہ صرف عجیب چڑیا، گھوڑا، اونٹ، ملمع کی انگوٹھی، محنت سے راحت اور ہر کام میں کمال اچھا ہے کے، شاعر نہیں تھے۔انہوں نے ''مناقشۂ ہوا و آفتاب''، ''مکالمۂ سیف و قلم''، ''بادِ مراد''، ''شفق، ''تاروں بھری رات''اور ''آثار سلف''، جیسی نظمیں بھی لکھیں۔آزاد اور حالی نے جدید نظم کے لیے زیادہ تر مثنوی اور مسدّس کے فارم کو برتا تھا۔اسمٰعیل نے ان کے علاوہ معریٰ، مثلّث، مربّع، مخمّس اور مثمن سے بھی کام لیا۔انہوں نے بے قافیہ نظمیں بھی لکھی ہیں اور ایسی نظمیں بھی، جن میں مروّجہ بحروں کے اوزان کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے مصرعے ترتیب دیے گئے ہیں۔

شاعری کا تعلق انسانی جذبات سے ہے۔انسانی زندگی میں شاعری زبردست اہمیت کی حامل ہے۔شاعری تہذیب کی علامت ہے۔انسان میں بچپن ہی سے شاعری سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔معصوم اور شیر خوار بچہ ماں کی لوریاں سے محظوظ ہوتا ہے۔بچہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو چھوٹی چھوٹی نظمیں اس کو پسند آنے لگتی ہے۔(9) جدید نظام تعلیم میں ابتدائی درجات کو نرسری اور کے جی کہتے ہیں۔اس منزل میں مختصر ترین نظموں، سے بچوں کی دلچسپی تعلیم اور اسکول میں پیدا کی جاسکتی ہے۔کہانی اور نظم دو ایسی چیزیں ہیں جو بچے کی تعلیم کا بنیادی وسیلہ رہتے ہیں۔ بچوں پر شاعری کے اثرات بڑے دور رس اور مختلف ہوتے ہیں۔رزمیہ شاعری ان میں جوش پیدا کرتی ہے اور اپنے بزرگوں کی شجاعت اور بہادری سے روشناس کراتی ہے۔نظم کی ادھوری کہانیاں بچے کو خوابوں کی دنیا میں لے جاتی ہے ۔بچوں کو سب سے زیادہ کھیل کے گیت بہت پسند ہوتے ہیں۔جارج فرزوگ نے کھیل گیتوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

> ‘‘ Children’s game and round songs are found wherever there is fold-songs. They often contain fragments of songs of grown , ups, and reflection of grow up activities, connected with mimetic play.’’(11)

بچوں کے لیے اسماعیل میرٹھی نے تقریباً ہر موضوع پر نظم لکھی۔ حمد، نعت، موسم، چرند پرند، پودے، پھل، دن، رات وغیرہ۔

"مئی کا آن پہنچا ہے مہینہ
بہا ایڑی سے چوٹی تک پسینہ
بجے بارہ تو سورج سر پہ آیا
ہوا پیروں تلے پوشیدہ سایہ"(12)

اسی طرح سچ کی تلقین کے حوالے سے نظم "سچ کہو" کے اشعار دیکھیں کہ کس خوبصورت انداز میں مولوی اسماعیل بچوں کو سچ بولنے کی اہمیت بتاتے نظر آتے ہیں۔اور بچوں کی اخلاقی تربیت کا فرض ادا کرتے ہیں:

"سچ کہو سچ کہو ہمیشہ سچ
ہے بھلے مانسوں کا پیشہ سچ
سچ کہو گے تو تم رہو گے عزیز
سچ تو یہ ہے کہ سچ ہے اچھی چیز"(13)

بچوں کے پُرتجسس اور ننھے ذہنوں کو دن اور رات کا فرق کس آسانی اور خوبصورتی سے نظم "رات" کے ذریعے سمجھاتے ہیں۔

"گیا دن ہوئی شام آئی ہے رات
خدا نے عجب شے بنائی ہے رات
نہ ہو رات تو دن کی پہچان کیا
اُٹھائے مزہ دن کا انسان کیا"(14)

یہ تو صرف اس سلسلے کی چند مثالیں ہیں۔ایسی بہت سی نظمیں اسماعیل میرٹھی نے بچوں کے لیے لکھی ہیں۔جو نہ صرف بچوں کو تعلیم دیتی ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ اخلاقی اور کرداری نشوونما کا کام بھی کرتی ہیں۔

بچوں کے شاعر قیوم نظر:

قیوم نظر کی شاعری کا آغاز اس وقت ہوا جب وہ اسلامیہ سکول شیرانوالہ گیٹ مین زیر تعلیم تھے۔وہاں انہین ماسٹر محمد دین جیسے اُستاد ملے۔اور وہیں ان کی ملاقات ملک مراتب علی سے ہوئی۔قیوم نظر نے ان سے شعر کے متعلق معلومات حاصل کیں۔انہوں نے بتایا کہ شعر کہنا بہت مشکل کام ہے۔تو قیوم نظر نے بھی ارادہ کر لیا کہ وہ شعر

ضرور کہیں گے۔ لہذا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیوم نظر نے باتیں بھی پابند انداز میں کہنا شروع کر دیں۔ شاعری کی ابتدائی منزل پر ایک فارسی غزل بھی لکھی۔ مراتب صاحب نے ہی قیوم نظر کا تخلص نظر منتخب کیا۔ قیوم نظر کی ذات جس قدر شاعری سے عبارت ہے اسی طرح وہ حلقہ اربابِ ذوق کے بھی ایک سر گرم رکن تھے۔

قیوم نظر کی بچوں کے لیے ایک کتاب "پھول ہی پھول" ادب میں یقیناً ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ بالعموم اس مقام پر پہنچ کر جہاں قیوم نظر تھے فنکار بچوں کے ادب کو بچگانہ قرار دیتے ہوئے اپنے پرتبے سے سروتر سمجھتے ہیں اور ادھر توجہ دینے پر مائل نہیں کر سکتے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ بچوں کے لیے لکھنا ازخود ایک مشکل کام ہے۔ اس لیے اس بلند و بالا مقام سے نیچے اُتر کر بچوں کے لیے بچہ بننا پڑتا ہے۔ اور پھر ان ہی کے تجربات کو فنی معیار پر برقرار رکھتے ہوئے زبان و بیان کی ایسی سطح پیش کرنا ہوتا ہے جو بچوں کی ذہنی صلاحیت سے ہم آہنگ ہو جو آسانی سے ان کی سمجھ میں آجائے۔ بقول الیاس احمد مجتبیٰ:

> "بچوں کے لیے آسان زبان برتنی چاہئے۔۔۔۔۔۔۔۔ کسی نے اگر اس کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ آسان الفاظ کا انبار لگا دیا جائے تو وہ خاک نہیں سمجھا۔ بچوں کو نہ بچوں کے ادب کو"(15)

گزشتہ نصف صدی کے دوران تعلیمی فروغ کے ساتھ نوعمر طلبہ کا ایک ایسا اُردو خواں طبقہ وجود میں آیا ہے جو اُردو نظم و نثر میں ایسے ادب کا مطالعہ کر رہے ہیں جو انہیں ولولہ انگیز تفریح فراہم کرے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اس سلسلے مین بجا طور پر فرمایا کہ قیوم نظر کو بچوں کے تجربات و تصورات کا شعوری تخیلی سطح پر انداز ا تھا۔ وہ بچوں کی معصوم دنیا کا ایسا راہِ نورد ہے کہ جو کچھ اس دنیا میں دیکھتا ہے اس کی حقیقت کو بچوں کے زاویہ نگاہ سے بیان کر دیتا ہے۔ احمد ندیم قاسمہ راوی میں جب "پھول" کے ایڈیٹر تھے تو ان کی فرمائش پر قیوم نظر نے بچوں کے لیے ایک خوبصورت نظم کہی اور دیکھتے ہی دیکھتے دوسرے معروف شعراء بھی بچوں کے لیے نظمیں لکھنے لگے۔ یوں قیوم نظر نے بچوں کی شاعری کا رجحان بھی مثبت طور پر بدل دیا۔

قیوم نظر کا یہ ماننا ہے کہ صوفی تبسم جو کہ ان کے اُستاد اور ایک اچھے شاعر تھے۔ انہوں نے بچوں کے لیے اچھی شاعری نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ انگریزی سے ترجمہ کر دیا اور بے معنی سی باتیں کر دیں۔ حالانکہ شاعری کا مقصد بچوں کے اندر شعور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ بچوں کی شاعری کے لیے بڑا شاعر ہونا چاہیے۔ للکین ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ بچوں کی نظمیں چھوٹا شاعر لکھے۔ حالانکہ بچوں کے لیے لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اور اس کے لیے بڑے شاعروں کو سامنے آنا چاہئے۔

قیوم نظر کی نظمیں پڑھ کر مقصد کے لحاظ سے جس بڑے شاعر سے مطابقت نظر آتی ہے وہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ہیں جنھوں نے بچوں کے لیے بے حد عمدہ نظمیں لکھیں جن میں کہانیاں بھی ہیں، سبق بھی ہیں اور دُعائیں بھی۔ قیوم نظر بھی اپنی نظموں کے ذریعے سے نہ صرف بچوں کو معلومات دیتے ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ بچوں کو اخلاقیات کا درس بھی دیتے نظر آتے ہیں۔اس حوالے سے نظموں کی چند مثالیں دیکھیں:

پیڑ لگائیں ہم شیشم کا
جی کو لبھائے جس کا سایہ
جس کی لکڑی سخت اور عمدہ
فرنیچر ہے جس سے بنتا"(16)

ایک اور نظم " گرمی آئی "سے اشعار دیکھیں:

گرمی آئی گرمی آئی
کھانے کو کیا کیا پھل لائی
شہتوت اور شہ دانے لائی
لوکاٹ اور آلوچے لائی"(17)

نظم "آئینہ "کے اشعار دیکھیں۔

روتا ہو یا ہنستا چہرہ
جیسا بھی ہو ناک اور نقشہ
گورا ،کالا، کانا، گنجا
سب کچھ اس کے منہ پہ کہنا
آئینے کا شیوہ دیکھا"(18)

لاہور کی تاریخی عمارات کے حوالے سے کچھ اشعار دیکھیں:

ماضی کے وہ کیا دن تھے، ہر صبح کو جب کھلتے
اور شام تلک رہتے، پھر بند بھی ہو جاتے
لاہور کے دروازے
ٹکسالی سے کشمیری، رُشنائی بھی مستی بھی

لاہور کی عظمت کی، تاریخ ہیں اب کہتے
لاہور کے دروازے(19)

گو کہ بچوں کے حوالے سے کوئی موضوع ایسا نہیں ہے جس کو قیوم نظر نے نظم نہ کیا ہو۔ حمد، نعت، وطن سے محبت، ماں سے محبت، بڑوں کا احترام، رشتوں سے محبت، موسم، بادل، بارش، ہوا، تاریخی عمارات غرض کہ ہر موضوع قیوم نظر کے ہاں ملتا ہے۔ اور قیوم نظر کے موضوعات بچوں کی عمر کے ساتھ ساتھ بڑے ہوتے جاتے ہیں۔

حوالہ جات

1.en.m.wikipedia.org

2۔ زیب انساء بیگم، "بچوں کے ادب کی ضرورت: اقبال اور بچوں کا ادب" قومی کونسل برائے فروغِ زبانِ اُردو"، نئی دہلی، اشاعتِ اول2000ء، ص27

3. walesonline.co.uk. (How Nursery Rhymes can help children learn)

4۔ مشیر فاطمہ، "بچوں کے ادب کی خصوصیات"، انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ، 1962ء، ص60۔

5۔ زیب انساء بیگم، "بچوں کے ادب کی ضرورت: اقبال اور بچوں کا ادب" قومی کونسل برائے فروغِ زبانِ اُردو"، نئی دہلی، اشاعتِ اول2000ء، ص123

6۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، "صوفی غلام مصطفی تبسم، حیات و خدمات"، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، طبع اول2008، ص175

7۔ غلام مصطفی تبسم، صوفی، "کلیات اب سب ہیں ٹوٹ بٹوٹ میاں" الفیصل ناشران، لاہور، 2013، ص12

8۔ ایضاً، ص49

9۔ "ٹوٹ بٹوٹ کی بکری"، ایضاً، ص58

10۔ وزیر آغا، "اُردو شاعری کا مزاج"، ادارہ ادبیاتِ اردو، حیدر آباد2000، ص353

11. en.m.wikipedia.org

12۔ اسماعیل میرٹھی، "ایک بچہ اور جگنو" سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور1997، ص4

13۔ ایضاً، ص6

14۔اسماعیل میرٹھی، مولوی، "عجیب چڑیا"سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور، س ن، ص8
15۔الیاس احمد مجتبیٰ، "بچوں کے ادب کے پچیس سال"، ساقی، کراچی، جوبلی نمبر1900ء، ص161
16۔قیوم نظر، "بچوں کے لیے نظمیں بلبلے"فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹیڈ،لاہور، بارِاول، 1991،ص26
17۔ایضاً، ص38
18۔ایضاً، ص28
19۔قیوم نظر، "بچوں کا لاہور"، فیروز سنز پرائیویٹ لمٹیڈ،لاہور،1990، ص7